Journal of Religion & Society (JR&S)
Available Online:
https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index
Print ISSN: 3006-1296 Online ISSN: 3006-130X
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

Identifying and Developing the Potential of Youth in the Contemporary Era: In the Light of Seerah of Prophet Muhammad ﷺ

عصرِ حاضر میں نوجوان نسل کی صلاحیتوں کی تشخیص و فروغ: سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں

Najeeb Ullah
Ph.D Scholar,
Teaching Associate, Department of Islamic Learning
University of Karachi
+92305-1672436
Email: najeebkhan844@gmail.com
Muhammad Waseem
M.Phil Scholar, Department of Islamic Learning, University of Karachi,
Lecturer Hamdard Intermediate College
Contact: 03113004438
Email: wasim23ghazali@gmail.com

Abstract:

Youth development is a major global concern in the twenty-first century. While contemporary theories of Talent Identification and Talent Development primarily emphasize academic and professional excellence, they often pay limited attention to character, ethics, and spiritual development. This study explores the Prophetic Seerah as a comprehensive model for identifying and nurturing youth potential. Using a qualitative and analytical approach, it examines the Prophetic principles of talent recognition, character building, mentorship, and leadership development, and relates them to contemporary educational needs. The study concludes that the Prophetic model provides a balanced and practical framework for developing competent, ethical, and socially responsible youth.

Keywords: *Prophetic Seerah, Youth Development, Talent Identification, Talent Development, Leadership.*

مقدمہ (Introduction)

نوجوان نسل ہر معاشرے کی ترقی، قیادت اور مستقبل کی معمار ہوتی ہے۔ موجودہ دور میں مصنوعی ذہانت، سوشل میڈیا اور تیز رفتاری سے بدلتی ہوئی عالمی سماجی صورتحال نے نسلِ نو کے سامنے نئے راستے اور زندگی کے نئی جہتیں کھولی ہیں، تاہم اس کے ساتھ ہی ذہنی پریشانی، شناخت کی کمی، اخلاقی اقدار کی کمی، نفسیاتی دباؤ اور بے مقصدیت جیسے چیلنجز میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ ایسے حالات میں نوجوانوں کی صلاحیتوں کی درست تشخیص اور ان کی متوازن تربیت ایک اہم تعلیمی اور سماجی ضرورت بن چکی ہے، خاص کر موجودہ تعلیمی نظام میں کامیابی کا معیار زیادہ تر امتحانی نتائج، پیشہ ورانہ مہارت اور معاشی کامیابی تک محدود ہو گیا ہے، جبکہ کردار سازی، اخلاقی اقدار، قیادت، تخلیقی فکر اور سماجی ذمہ داری جیسے بنیادی پہلو پس منظر میں چلے گئے ہیں۔ اس کے نتیجے میں ایسے افراد تیار ہو رہے ہیں جو علمی اعتبار سے تو مضبوط ہوتے ہیں، لیکن اخلاقی استحکام، مقصدِ حیات اور معاشرتی ذمہ داری کے حوالے سے مطلوبہ معیار پر پورا نہیں اترتے۔

موضوع کی اہمیت (Significance of the Study)

عصرِ حاضر میں نوجوانوں کی صلاحیتوں کی شناخت اور فروغ تعلیم، انسانی وسائل کی ترقی اور پالیسی سازی کا ایک اہم موضوع ہے۔ برق رفتار تبدیلیوں نے ایسے تربیتی ماڈلز کی ضرورت کو نمایاں کر دیا ہے جو نوجوانوں کی علمی، اخلاقی، فکری اور قائدانہ صلاحیتوں کو متوازن انداز میں پروان چڑھا سکیں۔ اس حوالے سے سیرتِ نبوی (ﷺ)

نوجوانوں کی شخصیت سازی اور صلاحیتوں کے فروغ کا ایک جامع اور عملی نمونہ پیش کرتی ہے، خاص کر جدید دنیا میں نوجوانوں میں غیر معمولی عدم اعتماد کی فضاء و مبہم شناخت و استعداد کے خاتمے کے لے ایسا مؤثر و بنیادی اصول پیش کرنا جو آج کی دنیا کے ساتھ ہم آہنگ ہو، یوں یہ تحقیق جدید نظریاتِ Talent Development اور Positive Youth Development کا سیرتِ نبوی (ﷺ) کی روشنی میں تقابلی جائزہ پیش کرتے ہوئے ایک ایسا عملی ڈھانچہ پیش کرے گی جو تعلیمی و پالیسی سازوں اداروں اور عام محققین کے لیے مفید ثابت ہو سکتا ہے۔

مسئلۂ تحقیق(Research Problem) :

1. موجودہ صدی کے نوجوان فکری، اخلاقی، تعلیمی اور سماجی چیلنجز سے دوچار ہیں، اور یہ چیلنجز ان کی صلاحیتوں پر براہ راست اثر انداز ہو رہے ہیں۔
2. سیرتِ نبوی ﷺ نوجوانوں کی انفرادی استعداد کے مطابق تعلیم، تربیت، ذمہ داری اور قیادت کا ایک جامع اور کامل نمونہ پیش کرتی ہے۔
3. نیز یہ موضوع اپنی انفرادیت کے اعتبار سے نوجوانوں میں صلاحیتوں کی تشخیص (Talent Identification) اور فروغِ صلاحیت (Talent Development) کو عصرِ حاضر کے تعلیمی و سماجی تناظر میں ایک منظم و مربوط تحقیقی مطالعے کے طور توجہ حاصل کرتا ہے۔
4. یہی علمی خلا اس تحقیق کی بنیاد ہے، جس کا مقصد نبوی تربیتی اصولوں کی روشنی میں نوجوانوں کی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے و مؤثر فروغ کے لیے قابلِ عمل رہنمائی فراہم کرنا ہے۔

سوالاتِ تحقیق:

اس تحقیق میں درج ذیل بنیادی سوالات کا جائزہ لیا جائے گا:

1. عصرِ حاضر میں نوجوانوں کی صلاحیتوں کے فروغ میں بنیادی فکری، تعلیمی اور سماجی چیلنجز کیا ہیں؟
2. سیرتِ نبوی ﷺ میں نوجوانوں کی صلاحیتوں کی شناخت، تربیت اور تفویض فرائض کے اصول کیا تھے؟
3. سیرتِ نبوی ﷺ میں قیادت، خود اعتمادی، کردار سازی اور فیصلہ سازی کی صلاحیتوں کے فروغ کے لیے کون سے تربیتی اسالیب اختیار کیے گئے؟
4. سیرتِ نبوی ﷺ کے اصولوں کو عصرِ حاضر کے تعلیمی و تربیتی نظام اور جدید نظریات کے ساتھ کیسے مؤثر و ہم آہنگ کیا جا سکتا ہے؟

مقاصدِ تحقیق:

اس تحقیق کے بنیادی مقاصد درج ذیل ہیں:

1. عصرِ حاضر میں نوجوانوں کی صلاحیتوں کے فروغ میں حائل فکری، تعلیمی اور سماجی چیلنجز کا تجزیہ کرنا۔
2. سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں نوجوانوں کی صلاحیتوں کی شناخت، تربیت اور تفویضِ ذمہ داری کے اصولوں کا مطالعہ کرنا۔
3. سیرتِ نبوی ﷺ میں نوجوانوں کی قیادت، خود اعتمادی، کردار سازی اور فیصلہ سازی کی صلاحیتوں کے فروغ کے لیے اختیار کیے گئے تربیتی اسالیب کا تجزیہ کرنا۔
4. سیرتِ نبوی ﷺ کے تربیتی اصولوں کو عصرِ حاضر کے تعلیمی و تربیتی نظام اور جدید نظریاتِ **Talent Development** کے ساتھ ہم آہنگ کرتے ہوئے ایک قابلِ عمل رہنما فریم ورک پیش کرنا۔

طریقۂ تحقیق:

مخلوط تحقیقی طریقہ کار منہج اختیار کیا گیا ہے، جو توصیفی، تحلیلی، تجزیاتی اور تقابلی ہو گا۔ یعنی قرآنِ کریم، احادیثِ نبوی ﷺ اور مستند کتبِ سیرت، تحقیقی مقالات اور بین الاقوامی جرائد کو بنیادی مصادر کے طور پر استعمال کیا جائے گا۔

صلاحیت (Talent/Potential) کا مفہوم:

کوئی بھی معاشرہ ترقی تب کرتا ہے جب وہ یہ جان لے کہ اپنے بچوں کی پیدائشی صلاحیتوں کو کب، کہاں اور کیسے استعمال کرنا ہے۔ اسی لیے عصر حاضر میں تعلیم، نفسیات اور انتظامی علوم میں Talent Development, Human Capital Development اور Gifted Education جیسے نظریات کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہو گئی ہے۔ تاہم ان اصطلاحات کے استعمال میں یہ بات پیشِ نظر رہنی چاہیے کہ "صلاحیت (Talent) "اور" استعداد (Potential) سے مراد وہ خدائی تحفہ

ہے جو انسان کے اندر چھپا ہوا موجود ہوتا ہے، جبکہ Talent سے مراد اس چھپی ہوئی صلاحیت جو اللہ کی طرف سے قدرتی طور پر ملا ہوا اس کا عملی طور پر سامنے آنا ہے جو مناسب تربیت، رہنمائی، تجربے اور مسلسل محنت کے نتیجے میں نمایاں ہوتی ہے۔[1]

لغوی اعتبار سے عربی زبان میں صلاحیت کے لیے استعداد، قدرۃ، موھبۃ، کفاءۃ اور ملکۃ جیسے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ "استعداد" کا مفہوم کسی کام کو انجام دینے کی فطری آمادگی اور داخلی قابلیت ہے، جبکہ "موہبت" اس عطیہ الٰہی کو کہتے ہیں جو انسان کو دوسروں سے ممتاز بناتا ہے۔ اسی طرح "ملکہ" اس پختہ صلاحیت کو کہا جاتا ہے جو مسلسل مشق اور تربیت کے نتیجے میں شخصیت کا مستقل وصف بن جائے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی علمی روایت میں صلاحیت کو جامد وصف نہ بلکہ ایک ارتقائی حقیقت سمجھا گیا ہے، جو مناسب ماحول، تربیت اور مسلسل عمل سے نشوونما پاتی ہے۔

ڈیوڈ یون ڈائی (David Yun Dai) انسانی استعداد کو ایک متحرک (Dynamic) اور سیاقی (Contextual) حقیقت قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک کسی فرد کی کامیابی کا انحصار صرف اس کی پیدائشی قابلیت پر نہیں ہوتا بلکہ سماجی ماحول، تعلیمی مواقع، ذاتی محرکات اور مسلسل سیکھنے کا عمل اس استعداد کو عملی مہارت میں تبدیل کرتا ہے۔[2] اس تصور نے انسانی صلاحیت کو محض موروثی خصوصیت کے بجائے ایک مسلسل ارتقائی عمل کے طور پر واضح کیا ہے۔

اسلامی تصورِ استعداد:

اسلامی نقطۂ نظر اس تصور کو مزید جامع بناتا ہے۔ اسلام کے مطابق ہر انسان اللہ تعالیٰ کی طرف سے منفرد صلاحیتوں، رجحانات اور ذمہ داریوں کے ساتھ پیدا کیا جاتا ہے۔ تاہم ان صلاحیتوں کی حقیقی قدر اس وقت سامنے آتی ہے جب انہیں ایمان، اخلاق، علم اور عملِ صالح کی بنیاد پر پروان چڑھایا جائے۔ قرآنِ مجید انسان کی تخلیق کو "اَحسن تقویم[3]" قرار دے کر اس کی جسمانی، ذہنی، روحانی اور اخلاقی استعداد کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اسی طرح ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾[4]

یہ آیت اس اصول کی وضاحت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر انسان کو اس کی استعداد اور وسعت کے مطابق ذمہ داری عطا فرماتا ہے۔ گویا استعداد انسانی فطرت کا بنیادی جز ہے اور شریعت اسی استعداد کو سامنے رکھتے ہوئے تکالیف مقرر کرتی ہے۔

جدید تعلیمی ونفسیاتی تصورِ صلاحیت:

بیسویں صدی کے آخری عشروں اور اکیسویں صدی میں انسانی صلاحیتوں (Human Talents) اور استعداد (Potential) کے موضوع نے تعلیم، نفسیات اور انسانی وسائل (Human Resource Development) کے شعبوں میں غیر معمولی اہمیت حاصل کی ہے۔ ماضی میں ذہانت (Intelligence) کو زیادہ تر IQ کی بنیاد پر ناپا جاتا تھا، لیکن جدید تحقیق نے ثابت کیا کہ انسانی صلاحیت صرف ذہانت کے ایک پیمانے تک محدود نہیں بلکہ یہ مختلف ذہنی، جذباتی، سماجی، تخلیقی اور قائدانہ صلاحیتوں کا مجموعہ ہے۔ اسی بنیاد پر جدید ماہرینِ تعلیم و نفسیات نے ایسے نظریات پیش کیے جنہوں نے انسانی استعداد کے تصور کو وسعت دی اور تعلیم کے مقاصد کو محض معلومات کی منتقلی سے نکال کر شخصیت سازی، تخلیقی فکر اور سماجی ذمہ داری تک پہنچایا۔

اس حوالے سے Howard Gardner کا نظریہ Theory of Multiple Intelligences بہت اہم ہے۔ انہوں نے زمانہ قدیم کے تصورِ ذہانت کو چیلنج کرتے ہوئے کہا کہ ذہنی صلاحیتیں ہر شخص کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہیں ،جن میں لسانی، منطقی، ریاضیاتی، بصری، جسمانی، موسیقی، بین الشخصی(Interpersonal)، درون الشخصی(Intrapersonal) اور بعد ازاں فطری(Naturalistic) ذہانت شامل ہیں۔[5] اس نظریے نے اس تصور کو تقویت دی کہ تعلیمی نظام کو طلبہ کی انفرادی استعداد کے مطابق مواقع فراہم کرنے چاہیے، نہ کہ سب کو ایک ہی معیار پر پرکھا جائے۔

عصرِ حاضر میں نوجوان نسل کی صورتِ حال:

---

[1] لسان العرب، مادہ: "عدد" و "قدر"؛ نیز المفردات فی غریب القرآن، مادہ: "قدر"۔

[2] David Yun Dai, "Rethinking Human Potential From a Talent Development Perspective," Gifted Child Quarterly (2020).

[3] التین:4

[4] البقرۃ:286

[5] Howard Gardner, Frames of Mind: The Theory of Multiple Intelligences (New York: Basic Books,1983

اکیسویں صدی کو نوجوانوں کی صدی کہا جاتا ہے کیونکہ دنیا کی کل آبادی کو اگر دیکھا جائے تو تقریباً آدھی آبادی نوجوانوں کی ہے۔ اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق عالمی ترقی، معاشی پائیداری، سماجی تبدیلی اور روشن مستقبل کے لیے سب سے زیادہ 15 سے 24 سال کی عمر کے نوجوان کردار ادا کرتے ہیں۔[6] تاہم اس حقیقت کے باوجود عصرِ حاضر کا نوجوان متعدد فکری، اخلاقی، تعلیمی، معاشی اور نفسیاتی چیلنجز سے دوچار ہے، جنہوں نے اس کی شخصیت، کردار اور صلاحیتوں کی تعمیر کو گہرے طور پر متاثر کیا ہے۔

عالمی سطح پر نوجوان نسل کو درپیش ایک اہم مسئلہ ذہنی اور نفسیاتی دباؤ (Mental Health Crisis) ہے۔ تعلیمی مقابلہ، معاشی غیر یقینی، بے روزگاری، خاندانی تبدیلیاں اور سوشل میڈیا کے دباؤ نے نوجوانوں میں اضطراب، مایوسی اور احساسِ محرومی میں اضافہ کیا ہے۔ عالمی ادارۂ صحت کے مطابق نوجوانوں میں ذہنی امراض اور نفسیاتی مسائل مسلسل بڑھ رہے ہیں، جو نہ صرف ان کی تعلیمی کارکردگی بلکہ ان کی شخصیت اور مستقبل کی صلاحیتوں کو بھی متاثر کرتے ہیں[7]۔

ان تمام حالات کا مجموعی تجزیہ یہ واضح کرتا ہے کہ عصرِ حاضر کا نوجوان بیک وقت بے شمار مواقع اور سنگین چیلنجز کے درمیان زندگی گزار رہا ہے۔ یہی صورتِ حال اس امر کی متقاضی ہے کہ نوجوانوں کی صلاحیتوں کی تشخیص اور شخصیت سازی کے لیے ایسا جامع، متوازن اور اقدار پر مبنی تربیتی ماڈل اختیار کیا جائے جو انسانی استعداد کو صرف پیشہ ورانہ کامیابی تک محدود نہ رکھے بلکہ اسے اخلاقی، فکری، روحانی اور سماجی ذمہ داریوں کے ساتھ ہم آہنگ کرے۔ اسی تناظر میں سیرتِ نبوی ﷺ نوجوانوں کی صلاحیتوں کی شناخت، ان کی تربیت اور ان کے مثبت فروغ کے لیے ایک مکمل اور قابلِ عمل نمونہ پیش کرتی ہے، جس کا تفصیلی جائزہ آئندہ مباحث میں پیش کیا جائے گا۔

تعلیمی صورتحال: تعلیم نوجوان نسل کی فکری تعمیر، کردار سازی اور صلاحیتوں کے فروغ کا بنیادی ذریعہ ہے۔ تاہم عصرِ حاضر میں تعلیمی میدان متعدد ایسے مسائل سے دوچار ہے جنہوں نے نوجوانوں کی ہمہ جہت نشوونما کو متاثر کیا ہے۔ اگرچہ گزشتہ دو دہائیوں میں اعلیٰ تعلیم، ڈیجیٹل لرننگ اور بین الاقوامی تعلیمی مواقع میں نمایاں اضافہ ہوا ہے، لیکن تعلیمی معیار، مہارتوں کی نشوونما اور عملی زندگی کی تیاری کے حوالے سے دنیا کے بیشتر ممالک، خصوصاً ترقی پذیر معاشرے، ابھی تک سنگین چیلنجز کا سامنا کر رہے ہیں۔ مزید برآں، تعلیم اور روزگار کے درمیان بڑھتا ہوا عدم توازن (Skills Mismatch) بھی نوجوانوں کی ترقی میں ایک اہم رکاوٹ ہے۔ بہت سے تعلیمی ادارے ایسے نصاب پر عمل پیرا ہیں جو جدید معاشی ضروریات، تحقیق، اختراع اور مسئلہ حل کرنے کی مہارتوں سے ہم آہنگ نہیں۔ نتیجتاً نوجوان ڈگری تو حاصل کر لیتے ہیں لیکن عملی میدان میں مطلوبہ صلاحیتوں سے محروم رہتے ہیں، جس سے ان کی پیشہ ورانہ ترقی متاثر ہوتی ہے[8]۔

معاشرتی اثرات:

معاشرہ نوجوان نسل کی شخصیت سازی اور صلاحیتوں کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ خاندان، تعلیمی ادارے، دوستوں کا حلقہ، ذرائع ابلاغ اور سماجی اقدار نوجوان کے افکار، رویوں اور ترجیحات پر براہِ راست اثر انداز ہوتے ہیں۔

عالمگیریت (Globalization) نے مختلف تہذیبوں اور ثقافتوں کے درمیان رابطے کو آسان بنایا، لیکن اس کے نتیجے میں ثقافتی یلغار، انفرادیت (Individualism)، صارفیت (Consumerism) اور مادیت (Materialism) جیسے رجحانات بھی فروغ پائے۔ ان رجحانات نے نوجوان نسل کے تصورِ کامیابی کو بڑی حد تک مادی کامیابی، شہرت اور ظاہری آسائش تک محدود کر دیا، جبکہ خدمتِ خلق، اجتماعی ذمہ داری، اخلاقی دیانت اور سماجی فلاح جیسے اوصاف نسبتاً کمزور پڑتے جا رہے ہیں۔

خاندانی نظام میں تبدیلی، والدین کی مصروفیات، سماجی تنہائی اور بین النسلی فاصلے (Generation Gap) نے بھی نوجوانوں کی نفسیاتی اور سماجی نشوونما کو متاثر کیا ہے۔

معاشی چیلنجز:

---

6 United Nations, World Youth Report 2020: Youth Social Entrepreneurship and the 2030 Agenda (New York: United Nations, 2020

7 World Health Organization, World Mental Health Report: Transforming Mental Health for All (Geneva: WHO, 2022

8 Organisation for Economic Co-operation and Development, OECD Skills Outlook 2023 (Paris: OECD Publishing, 2023

معاشی استحکام نوجوان نسل کی شخصیت سازی، خود اعتمادی اور صلاحیتوں کے فروغ میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ موجودہ دور میں اگرچہ عالمی معیشت تیزی سے ترقی کر رہی ہے، لیکن نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد بے روزگاری، جزوقتی روزگار (Underemployment)، مہارتوں کے عدم مطابقت (Skills Mismatch) اور معاشی غیر یقینی جیسے مسائل سے دوچار ہے۔ یہ چیلنجز نہ صرف ان کی پیشہ ورانہ ترقی کو متاثر کرتے ہیں بلکہ ان کی نفسیاتی کیفیت، سماجی کردار اور تخلیقی صلاحیتوں پر بھی منفی اثرات مرتب کرتے ہیں۔

ڈیجیٹل دور کے اثرات: (Social Media / AI)

ڈیجیٹل انقلاب نے انسانی زندگی کے تقریباً ہر شعبے کو متاثر کیا ہے، لیکن اس کے سب سے گہرے اثرات نوجوان نسل پر مرتب ہوئے ہیں۔ انٹرنیٹ، سوشل میڈیا، مصنوعی ذہانت (Artificial Intelligence)، آن لائن تعلیم اور ڈیجیٹل مواصلات نے نوجوانوں کے سیکھنے، سوچنے، رابطہ کرنے اور اپنی صلاحیتوں کے اظہار کے طریقوں میں بنیادی تبدیلی پیدا کی ہے۔

صلاحیت کی بنیاد پر سیرتِ نبوی میں مناصب کا تعین:

سیرتِ نبوی ﷺ کا ایک نمایاں تربیتی اصول یہ بھی ہے کہ افراد کی ذمہ داریوں اور مناصب کا تعین عمر، نسب، معاشرتی حیثیت یا قبائلی اثر ورسوخ کی بنیاد پر نہیں بلکہ ان کی علمی، اخلاقی اور عملی صلاحیت کی بنیاد پر کیا جاتا تھا۔ اگرچہ عمر اور تجربہ انسانی زندگی میں اہمیت رکھتے ہیں، تاہم رسول اللہ ﷺ نے متعدد مواقع پر یہ واضح فرمایا کہ جب کسی نوجوان میں مطلوبہ اہلیت، دیانت، فہم اور احساسِ ذمہ داری موجود ہو تو اسے اہم ذمہ داریاں سونپنے میں عمر رکاوٹ نہیں بننی چاہیے۔ یہی اصول اسلامی قیادت، تعلیم اور تربیت کی ایک بنیادی خصوصیت ہے۔

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے قیادت اور ذمہ داری کے لیے جسمانی عمر کے بجائے علم اور صلاحیت کو ترجیح دی ہے۔ حضرت موسیٰؑ کے انتخاب کے موقع پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ﴾[9]

"بے شک بہترین شخص جسے آپ ملازم رکھیں وہ ہے جو طاقتور اور امانت دار ہو۔"

رسول اللہ ﷺ کی عملی زندگی اس قرآنی اصول کی بہترین تفسیر ہے۔ اس کی سب سے نمایاں مثال حضرت اسامہ بن زیدؓ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیاتِ مبارکہ کے آخری ایام میں انہیں ایک ایسے لشکر کا سپہ سالار مقرر فرمایا جس میں حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر بن خطابؓ اور دیگر جلیل القدر مہاجرین و انصار بھی موجود تھے۔ اس وقت حضرت اسامہؓ کی عمر تقریباً اٹھارہ سے بیس سال تھی۔

جب بعض افراد نے ان کی کم عمری پر تعجب کا اظہار کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إِنْ تَطْعَنُوا فِي إِمَارَتِهِ، فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُونَ فِي إِمَارَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلُ، وَايْمُ اللَّهِ إِنْ كَانَ لَخَلِيقًا لِلْإِمَارَةِ، وَإِنْ كَانَ لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ، وَإِنَّ هَذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ"

"اگر تم اس کی امارت پر اعتراض کرتے ہو تو اس سے پہلے اس کے والد کی امارت پر بھی اعتراض کر چکے ہو، حالانکہ اللہ کی قسم! وہ امارت کا مستحق تھا اور یہ بھی اس کے بعد مجھے سب سے زیادہ محبوب لوگوں میں سے ہے۔[10]"

اسلامی تاریخ میں یہ واقعہ Merit-Based Leadership کی بہترین مثال ہے۔ نبی کریم ﷺ نے معاشرتی دباؤ یا عمر کے پرانے تصور کے بجائے قابلیت کو اہمیت دی، جس سے نوجوانوں میں خود اعتمادی، ذمہ داری کا احساس اور قائدانہ صلاحیت پیدا ہوئی۔

---

[9] القصص:26

[10] محمد بن إسماعيل البخاري، صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب بعث النبي ﷺ أسامة بن زيد؛ مسلم بن الحجاج، صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، حديث:2426

ذمہ داری کے ذریعے صلاحیت کی پہچان:

رسول اللہ ﷺ کے تربیتی منہج کا ایک نہایت منفرد اور مؤثر اصول یہ تھا کہ آپ ﷺ نوجوانوں کی صلاحیتوں کو صرف زبانی گفتگو، ابتدائی مشاہدے یا نظری اندازوں تک محدود نہیں رکھتے تھے بلکہ انہیں عملی ذمہ داریاں (Practical Responsibilities) سونپ کر ان کی صلاحیتوں کو نکھارتے اور مزید واضح کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ سیرتِ نبوی ﷺ میں متعدد ایسے واقعات ملتے ہیں جن میں نوجوان صحابۂ کرامؓ کو اہم ذمہ داریاں دے کر ان کی صلاحیتوں کو اجاگر کیا گیا۔

قرآنِ مجید بھی اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ انسان کی حقیقی صلاحیت عمل کے میدان میں نمایاں ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ﴾[11]

"اور کہہ دیجیے: عمل کرو، عنقریب اللہ، اس کا رسول اور اہلِ ایمان تمہارے عمل کو دیکھ لیں گے۔"

امام ابو عبد اللہ محمد بن أحمد القرطبي اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عمل کو انسان کی قابلیت اور ذمہ داری کا معیار قرار دیا ہے، کیونکہ دعوے کے مقابلے میں عملی کارکردگی ہی حقیقی صلاحیت کو ظاہر کرتی ہے[12]۔

تدریجی تربیت اور رہنمائی: رسول اللہ ﷺ کے منہجِ تربیت کا ایک نمایاں اور منفرد اصول یہ تھا کہ آپ ﷺ نوجوانوں کی صلاحیتوں کو اچانک یا غیر فطری انداز میں پروان چڑھانے کے بجائے ان کی ذہنی، اخلاقی، روحانی اور عملی استعداد کو مرحلہ وار (Gradual Development) ترقی دیتے تھے۔

قرآن پاک کا 23 سال کے عرصے میں نزول اور بتدریج اترنے میں یہ بات مضمر ہے کہ انسان کی تربیت کے لیے مرحلہ وار تربیت ایک بنیادی اصول ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلَىٰ مُكْثٍ وَنَزَّلْنَاهُ تَنْزِيلًا﴾[13]

رسول اللہ ﷺ نے نوجوان صحابۂ کرامؓ کی تعلیم و تربیت میں بھی تدریج کو بنیادی حیثیت دی۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کم عمری سے ہی رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حاضر رہتے، آپ ﷺ کی خدمت کرتے اور آپ کی صحبت سے فیض حاصل کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے نہ صرف ان کے لیے دعا فرمائی بلکہ عملی طور پر انہیں تعلیم، سوال و جواب اور مشاہدے کے ذریعے علمی تربیت فراہم کی۔ یہی تدریجی تربیت بعد میں انہیں امت کے عظیم مفسر اور فقیہ کے مقام تک لے گئی[14]۔

جدید تعلیمی نفسیات بھی تدریجی تعلیم (Scaffolding) اور مرحلہ وار تربیت کو مؤثر تدریس کا بنیادی اصول قرار دیتی ہے۔ Lev Vygotsky کے نظریۂ Zone of Proximal Development (ZPD) کے مطابق سیکھنے کا بہترین عمل وہ ہے جس میں استاد طالب علم کی موجودہ استعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے بتدریج اگلے مرحلے تک پہنچاتا ہے[15]۔

اسی طرح Jerome Bruner نے Scaffolding کے تصور کو فروغ دیتے ہوئے واضح کیا کہ مؤثر تربیت مسلسل رہنمائی، مناسب مواقع اور تدریجی خود مختاری سے عبارت ہے[16]۔

سیرتِ نبوی ﷺ میں صلاحیتوں کی تشخیص کے اصول:

سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں نوجوان نسل کی صلاحیتوں کی تشخیص اور فروغ کے بنیادی اصولوں کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نوجوانوں کی صلاحیتوں کی نشوونما کے لیے ایسا جامع تربیتی نظام تشکیل دیا جو انسانی شخصیت کے فکری، اخلاقی، روحانی، سماجی اور قائدانہ تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے۔

---

[11] التوبۃ:105

[12] محمد بن أحمد القرطبي، الجامع لأحكام القرآن، تحقيق: أحمد البردوني وإبراهيم أطفيش (القاهرة: دار الكتب المصرية، 1964)، ج8، ص302

[13] الإسراء:106

[14] محمد بن إسماعيل البخاري، صحيح البخاري، كتاب الوضوء، حديث: 143؛ ابن حجر العسقلاني، فتح الباري بشرح صحيح البخاري (بيروت: دار المعرفة، 1379ھ)، ج1، ص266

[15] Lev S. Vygotsky, Mind in Society (Cambridge, MA: Harvard University Press, 1978

[16] Jerome S. Bruner, The Process of Education (Cambridge, MA: Harvard University Press, 1960

پہلا اصول: یہ سامنے آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نوجوانوں کو ایک ہی معیار سے نہیں پرکھتے تھے بلکہ ہر فرد کی انفرادی استعداد، ذہنی رجحان، علمی ذوق، اخلاقی پختگی اور عملی صلاحیت کو الگ الگ بنیاد پر جانچتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ میں علمی استعداد، حضرت زید بن ثابتؓ میں لسانی و تحریری مہارت، حضرت معاذ بن جبلؓ میں فقہی بصیرت، حضرت اسامہ بن زیدؓ میں قائدانہ صلاحیت اور حضرت مصعب بن عمیرؓ میں دعوتی حکمت کو پہچان کر ان کی اسی میدان میں رہنمائی کی گئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوی منہج میں مساوات (Equality) کا مطلب یکسانیت (Uniformity) نہیں بلکہ ہر فرد کی فطری استعداد کے مطابق اس کی تربیت ہے۔

دوسرا اصول: یہ سامنے آتا ہے کہ اسلام میں عمر، خاندانی پس منظر یا سماجی مرتبہ کسی ذمہ داری کا اصل معیار نہیں بلکہ اہلیت، کردار اور عملی صلاحیت بنیادی معیار ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے متعدد مواقع پر نوجوان صحابۂ کرامؓ کو ایسی ذمہ داریاں عطا فرمائیں جن کے ذریعے یہ واضح ہوا کہ قیادت کا تعلق عمر سے زیادہ صلاحیت، دیانت اور احساسِ ذمہ داری سے ہے۔ یہ اصول عصرِ حاضر کے تعلیمی، سماجی اور انتظامی اداروں کے لیے بھی نہایت اہم ہے، جہاں بعض اوقات عمر یا سینیارٹی کو قابلیت پر ترجیح دی جاتی ہے۔

تیسرا اصول: یہ ہے کہ نبوی منہج میں صلاحیت اور کردار ایک دوسرے سے جدا نہیں ہیں۔ سیرتِ نبوی ﷺ اس حقیقت کو نمایاں کرتی ہے کہ ذہانت، فنی مہارت اور علمی قابلیت اس وقت تک معاشرے کے لیے مفید نہیں بن سکتیں جب تک وہ دیانت، تقویٰ، امانت اور اخلاقِ حسنہ سے مزین نہ ہوں۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے مناصب کی تقسیم میں کردار اور اعتماد کو بنیادی حیثیت دی۔ یہ اصول جدید دنیا میں خصوصی اہمیت رکھتا ہے، جہاں پیشہ ورانہ مہارت تو موجود ہے لیکن اخلاقی بحران دن بدن گہرا ہوتا جا رہا ہے۔

چوتھا اصول: یہ سامنے آتا ہے کہ صلاحیتوں کی حقیقی تشخیص صرف امتحانات یا نظری گفتگو سے نہیں بلکہ عملی ذمہ داریوں کے ذریعے ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے نوجوانوں کو مختلف انتظامی، دعوتی، عدالتی، عسکری اور تعلیمی ذمہ داریاں دے کر نہ صرف ان کی صلاحیتوں کو جانچا بلکہ انہیں مزید نکھارا بھی۔ اس سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ نوجوانوں کی قائدانہ اور انتظامی استعداد عملی میدان میں زیادہ مؤثر انداز سے سامنے آتی ہے۔

پانچواں اصول: یہ ہے کہ نوجوانوں کی تربیت ایک تدریجی، مسلسل اور منظم عمل ہے۔ سیرتِ نبوی ﷺ میں کہیں بھی جلد بازی، غیر فطری دباؤ یا غیر مناسب ذمہ داریوں کا رجحان نظر نہیں آتا۔ رسول اللہ ﷺ پہلے تعلیم دیتے، پھر تربیت فرماتے، اس کے بعد محدود ذمہ داری سونپتے، مسلسل نگرانی کرتے، اصلاح فرماتے اور بالآخر بڑی ذمہ داری عطا کرتے تھے۔ یہ تدریجی تربیت نوجوان کی شخصیت میں اعتماد، استقامت اور پختگی پیدا کرتی ہے۔ جدید تعلیمی نفسیات میں جس تصور کو Scaffolding اور Progressive Learning کہا جاتا ہے، سیرتِ نبوی ﷺ نے اسے چودہ صدیاں قبل عملی صورت میں نافذ کر دیا تھا۔

چھٹا اصول: یہ ان سب میں سے آخری اصول ہے۔ کہ مشاورت اور اعتماد سازی نوجوانوں کی شخصیت سازی کا بنیادی ذریعہ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے نوجوان صحابۂ کرامؓ کی آراء کو اہمیت دی، ان کی حوصلہ افزائی فرمائی، ان پر اعتماد کیا اور انہیں فیصلہ سازی کے عمل میں شریک کیا۔ اس طرزِ عمل نے ان کے اندر خود اعتمادی، اجتماعی شعور، قیادت کی صلاحیت اور احساسِ ذمہ داری کو مضبوط کیا۔ موجودہ دور میں جب نوجوان احساسِ محرومی، عدمِ اعتماد اور فکری انتشار کا شکار ہیں، نبوی منہج کا یہ اصول غیر معمولی اہمیت اختیار کر جاتا ہے۔

ان تمام اصولوں کا مجموعی تجزیہ اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ سیرتِ نبوی ﷺ نوجوانوں کی صلاحیتوں کے فروغ کے لیے ایک ایسا جامع ماڈل پیش کرتی ہے جو جدید تعلیمی اور نفسیاتی نظریات سے کئی پہلوؤں میں زیادہ متوازن، جامع اور دیرپا نتائج کا حامل ہے۔ اگر عصرِ حاضر کے تعلیمی ادارے، جامعات، دینی مدارس، سرکاری و نجی تنظیمیں اور خاندانی نظام سیرتِ نبوی ﷺ کے ان اصولوں کو اپنی تربیتی پالیسیوں میں شامل کریں تو نوجوان نسل کی پوشیدہ صلاحیتوں کو مثبت انداز میں بروئے کار لایا جا سکتا ہے۔ اس کے نتیجے میں ایسی نوجوان قیادت تشکیل پائے گی جو علمی اعتبار سے ممتاز، اخلاقی اعتبار سے مضبوط، سماجی اعتبار سے ذمہ دار اور قومی و عالمی سطح پر مؤثر کردار ادا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو۔ یہی سیرتِ نبوی ﷺ کا وہ جامع تربیتی ماڈل ہے جس کی عصرِ حاضر میں سب سے زیادہ ضرورت محسوس کی جا رہی ہے۔

سیرتِ نبوی ﷺ میں نوجوانوں کی صلاحیتوں کا فروغ:

سیرتِ نبوی ﷺ نوجوان نسل کی شخصیت سازی اور صلاحیتوں کے فروغ کے لیے ایک جامع، متوازن اور عملی تربیتی ماڈل پیش کرتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے نوجوانوں کی تربیت کو محض نظری تعلیم تک محدود نہیں رکھا بلکہ علم، اخلاق، فکر، روحانیت، عملی تجربے اور قیادت سازی کو ایک مربوط نظام کے طور پر فروغ دیا۔ یہی وجہ ہے کہ عہدِ نبوی کے نوجوان نہ صرف علمی اعتبار سے ممتاز تھے بلکہ اخلاقی، فکری، انتظامی اور قیادی صلاحیتوں کے بھی حامل تھے۔ عصرِ حاضر میں نوجوانوں کو درپیش فکری انتشار، اخلاقی بحران اور قیادت کے فقدان جیسے مسائل کے تناظر میں نبوی منہج ایک مؤثر اور قابلِ عمل رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

علمی تربیت: نبوی تربیت کا آغاز علم سے ہوتا ہے، کیونکہ اسلام میں علم انسانی ترقی اور درست رہنمائی کی بنیاد ہے۔ قرآنِ مجید اہلِ علم کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے : ﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾ [17]۔ رسول اللہ ﷺ نے نوجوانوں میں دینی بصیرت، فہمِ قرآن اور حکمت پیدا کرنے پر خصوصی توجہ دی۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے لیے آپ ﷺ کی دعا "اللَّهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ وَعَلِّمْهُ التَّأْوِيلَ" اس بات کی دلیل ہے کہ نبوی منہج میں علمی استعداد کی شناخت اور اس کی مناسب رہنمائی بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔

اخلاقی تربیت: رسول اللہ ﷺ نے نوجوانوں کی صلاحیتوں کی بنیاد اعلیٰ اخلاق کو قرار دیا۔ قرآن کریم آپ ﷺ کے بارے میں فرماتا ہے :﴿وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ [18]۔ آپ ﷺ نے فرمایا:إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ صَالِحَ الْأَخْلَاقِ۔ اس مقصد کے تحت نوجوانوں میں دیانت، امانت، عدل، صبر، حیا اور خدمتِ خلق جیسی صفات پروان چڑھائی گئیں۔

فکری تربیت: نبوی منہج نوجوانوں میں تنقیدی شعور، تدبر اور صحیح فیصلہ سازی کی صلاحیت پیدا کرتا ہے۔ قرآن کریم بار بار غور و فکر کی دعوت دیتا ہے، جیسا کہ ارشاد ہے : ﴿أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ﴾ [19]۔ رسول اللہ ﷺ نے سوال و جواب، مکالمے اور استدلال کے ذریعے نوجوانوں کی ذہنی تربیت فرمائی۔ زنا کی اجازت طلب کرنے والے نوجوان کے ساتھ آپ ﷺ کا حکیمانہ مکالمہ اس بات کی بہترین مثال ہے کہ فکری اصلاح دلیل، شفقت اور نفسیاتی بصیرت سے کی جاتی ہے، نہ کہ سختی سے۔

عملی و انتظامی تربیت: رسول اللہ ﷺ نے نوجوانوں کو عملی ذمہ داریاں دے کر ان کی صلاحیتوں کو نکھارا۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ کو مدینہ کا داعی، حضرت زید بن ثابتؓ کو کاتبِ وحی اور حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کا قاضی مقرر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ نبوی تربیت میں اعتماد، تجربہ اور تدریجی ذمہ داری بنیادی اصول ہیں۔

قیادت سازی: نبوی منہج کا آخری مرحلہ نوجوانوں کو مؤثر قیادت کے لیے تیار کرنا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے قیادت کا معیار عمر یا سماجی حیثیت کے بجائے صلاحیت، امانت اور کردار کو قرار دیا۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ کو کم عمری میں لشکر کا سپہ سالار مقرر کرنا اس اصول کی نمایاں مثال ہے۔

نبوی منہجِ تربیت میں نوجوانوں کی عملی مثالیں:

حضرت علی بن ابی طالبؓ: حضرت علی بن ابی طالبؓ سیرتِ نبوی ﷺ میں نوجوان قیادت کی ایک نمایاں مثال ہیں جن کی شخصیت میں علمی بصیرت، اخلاقی جرات اور فیصلہ سازی کی صلاحیت واضح طور پر موجود تھی۔ وہ بچپن ہی سے رسول اللہ ﷺ کی تربیت میں رہے اور آپ ﷺ نے ان کی فکری و اخلاقی نشوونما کو خصوصی توجہ دی۔ ہجرت کی رات رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر سونے کی ذمہ داری دی، جو اس بات کی علامت ہے کہ ان پر مکمل اعتماد کیا گیا تھا اور انہیں انتہائی حساس حالات میں بھی ذمہ داری اٹھانے کے قابل سمجھا گیا تھا[20]۔

حضرت زید بن ثابتؓ: حضرت زید بن ثابتؓ سیرتِ نبوی ﷺ میں نوجوانوں کی علمی اور انتظامی صلاحیتوں کے فروغ کی ایک نہایت اہم مثال ہیں۔ وہ مدینہ منورہ کے نوجوان صحابہؓ میں سے تھے جنہیں رسول اللہ ﷺ نے ان کی ذہانت، تحریری مہارت اور سیکھنے کی غیر معمولی صلاحیت کی بنیاد پر خصوصی تربیت دی۔ حضرت زیدؓ ابتدا میں کم عمر تھے لیکن ان میں زبانوں کو سمجھنے اور تحریری امور کو سنبھالنے کی صلاحیت نمایاں تھی، جس پر رسول اللہ ﷺ نے انہیں عبرانی زبان سیکھنے کا حکم دیا تاکہ وہ یہودیوں کے خطوط اور تحریری معاملات کو سمجھ سکیں [21]۔ بعد ازاں انہیں "کاتبِ وحی" کی ذمہ داری دی گئی اور ریاستی خطوط و دستاویزات کے اہم امور ان کے سپرد کیے گئے۔ حضرت زیدؓ کی یہ عملی تربیت اس بات کی دلیل ہے کہ نبوی نظام میں نوجوانوں کو ان کی صلاحیت کے مطابق specialized ذمہ داریاں دی جاتی تھیں۔

حضرت مصعب بن عمیر ؓ: حضرت مصعب بن عمیرؓ سیرتِ نبوی ﷺ میں نوجوانوں کی دعوتی اور سماجی قیادت کی ایک نمایاں مثال ہیں۔ وہ مکہ کے ایک خوشحال اور تعلیم یافتہ نوجوان تھے، لیکن اسلام قبول کرنے کے بعد انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی تربیت میں اپنی شخصیت کو مکمل طور پر تبدیل کر لیا۔ حضرت مصعبؓ میں خطاب، مکالمہ اور لوگوں کو قائل کرنے کی غیر معمولی صلاحیت موجود تھی جسے رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں اسلام کی دعوت کے لیے استعمال فرمایا۔ انہیں مدینہ کا پہلا "معلم اور داعی"

---

17 الزمر:9)

18 القلم:4

19 النساء:82

20 ابن ہشام، السیرۃ النبویہ , قاہرہ: دار الحدیث، 2001

21 البخاری، محمد ابن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری, کتاب التفسیر

مقرر کیا گیا، جہاں انہوں نے انصار کے مختلف قبائل میں اسلام کی تعلیمات کو حکمت اور تدریج کے ساتھ پہنچایا[22]۔ ان کی دعوتی حکمت عملی کے نتیجے میں مدینہ کا فکری اور سماجی ماحول تبدیل ہوا اور وہاں اسلامی ریاست کی بنیاد مضبوط ہوئی۔ حضرت مصعبؓ کی یہ ذمہ داری اس بات کی دلیل ہے کہ سیرتِ نبوی ﷺ نوجوانوں کو صرف تعلیم نہیں دیتی بلکہ انہیں معاشرتی تبدیلی (social transformation) کا فعال کردار بھی سونپتی ہے۔ یہ کیس اسٹڈی واضح کرتی ہے کہ نبوی منہج نوجوانوں کی سماجی اور دعوتی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر انہیں امت کی فکری قیادت میں تبدیل کرتا ہے۔

حضرت معاذ بن جبلؓ: حضرت معاذ بن جبلؓ سیرتِ نبوی ﷺ میں نوجوانوں کی فقہی، قانونی اور فکری قیادت کی ایک ممتاز مثال ہیں۔ وہ اپنی علمی استعداد، فہمِ دین اور اجتہادی بصیرت کی وجہ سے کم عمری ہی میں نمایاں ہو گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی صلاحیتوں کو پہچانتے ہوئے انہیں یمن کی طرف قاضی اور معلم کی حیثیت سے بھیجا، جو ایک نہایت اہم ریاستی اور عدالتی ذمہ داری تھی[23]۔ روانگی کے وقت رسول اللہ ﷺ نے ان سے سوال کیا کہ وہ فیصلے کس بنیاد پر کریں گے، جس پر حضرت معاذؓ نے قرآن، سنت اور پھر اجتہاد کا اصول بیان کیا، جسے آپ ﷺ نے پسند فرمایا۔ یہ واقعہ اسلامی نظامِ قانون میں فکری آزادی اور ذمہ دارانہ اجتہاد کی بنیاد کو واضح کرتا ہے۔ حضرت معاذؓ کی یہ تربیت اس بات کی دلیل ہے کہ نبوی منہج نوجوانوں کو صرف احکام کا تابع نہیں بناتا بلکہ انہیں اصولِ فکر اور فیصلہ سازی کی صلاحیت بھی عطا کرتا ہے۔

عصرِ حاضر میں نبوی منہج کی عملی تطبیق

تعلیمی اداروں میں اطلاق: دورِ حاضر میں تعلیم کا مسئلہ یہ ہے کہ ہم نے تعلیم کو صرف معلومات کی حد تک محدود کر دیا جبکہ سیرت نبوی ﷺ تعلیم کو فقط علم پہنچانے کے بجائے شخصیت سازی اور عملی تربیت کا ذریعہ قرار دیتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ کو مختلف مواقع پر عملی ذمہ داریاں دے کر ان کی صلاحیتوں کو نکھارا، جس سے یہ اصول واضح ہوتا ہے کہ تعلیم کا مقصد صرف علم نہیں بلکہ عمل اور کردار ہے۔ اسی ماڈل کو آج کے تعلیمی نظام میں تجرباتی تعلیم (experiential learning) اور پراجیکٹ بیسڈ اسیسمنٹ کے ذریعے نافذ کیا جا سکتا ہے[24]۔

والدین کا کردار: سیرتِ نبوی ﷺ میں گھر کو پہلی تربیت گاہ کی حیثیت حاصل ہے جہاں شخصیت کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔ نبوی منہج اس بات پر زور دیتا ہے کہ ہر بچے کی صلاحیت مختلف ہوتی ہے اور اسی کے مطابق اس کی رہنمائی کی جانی چاہیے۔ اس کے برعکس موجودہ دور میں والدین اکثر یکساں توقعات کے ذریعے بچوں پر دباؤ ڈالتے ہیں جو ان کی فطری استعداد کو متاثر کرتا ہے۔ نبوی ماڈل اس مسئلے کا حل یہ پیش کرتا ہے کہ والدین بچوں کی صلاحیت کی شناخت کر کے ان کی انفرادی رہنمائی کریں

اساتذہ کی ذمہ داری: رسول اللہ ﷺ کا اسلوبِ تربیت اس بات کی واضح دلیل ہے کہ استاد صرف معلم نہیں بلکہ مربی (mentor) ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے ہر صحابیؓ کی انفرادی صلاحیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کی مختلف جہات میں تربیت فرمائی۔ اس سے یہ اصول اخذ ہوتا ہے کہ تعلیم ایک یکساں عمل نہیں بلکہ فرد کے مطابق ترقی کا نظام ہے۔ جدید تدریس میں اس اصول کو individualized mentoring اور competency-based education کے ذریعے اپنایا جا سکتا ہے[25]۔

میڈیا اور نوجوان: سیرتِ نبوی ﷺ اس بات پر زور دیتی ہے کہ فکری تربیت اخلاقی فریم ورک کے بغیر نامکمل ہے۔ موجودہ دور میں میڈیا اور سوشل میڈیا نوجوانوں کی سوچ اور رویوں پر گہرا اثر ڈال رہا ہے، جس سے شناختی بحران پیدا ہو رہا ہے۔ نبوی منہج کے مطابق نوجوان کو صرف معلومات نہیں بلکہ تنقیدی اور اخلاقی شعور بھی دیا جانا چاہیے تاکہ وہ ہر معلومات کو پرکھ کر قبول کرے۔ اسی اصول کو میڈیا لٹریسی اور اخلاقی تعلیم کے ذریعے نافذ کیا جا سکتا ہے[26]۔

---

[22] ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، قاہرہ: دار الحدیث

[23] أبو داود، سنن أبي داود، کتاب الأقضیہ، حدیث: 3592

[24] Dewey, 1938

[25] Freire, 2000

[26] McLuhan, 1964

فہرست کتب

1) القران۔
2) البخاري،محمد بن إسماعيل،صحيح البخاري،بيروت: دار ابن كثير، 2002۔
3) إبن هشام،عبد الملك،السيرة النبوية،بيروت: دار الكتب العلمية، 2001۔
4) إبن كثير،إسماعيل بن عمر،تفسير القرآن العظيم،الرياض: دار طيبة، 1999۔
5) إبن كثير،إسماعيل بن عمر،البداية والنهاية،بيروت: دار الكتب العلمية، 2007۔
6) مسلم بن الحجاج،صحيح مسلم،بيروت: دار إحياء التراث العربي، 2006۔
7) الشامي،محمد بن يوسف،سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد،بيروت: دار الكتب العلمية، 1993۔
8) سيد قطب،فی ظلال القرآن،قاہرہ: دار الشروق، 2003۔
9) شبیر احمد عثمانی . سیرت النبی ﷺ . کراچی: مکتبہ دارالاشاعت، 2004۔
10) ابوالحسن علی ندوی . نبی رحمت ﷺ . کراچی: مجلس نشرِ اسلام، 2005۔
11) Gardner, Howard. *Frames of Mind: The Theory of Multiple Intelligences*. 3rd ed. New York: Basic Books, 2011.
12) Gagné, Françoys. *Building Gifts into Talents: Talent Development According to the DMGT*. Montreal: Talent Development Institute, 2015.
13) Seligman, Martin E. P. *Flourish: A Visionary New Understanding of Happiness and Well-Being*. New York: Free Press, 2011.
14) Woolfolk, Anita. *Educational Psychology*. 14th ed. Boston: Pearson, 2019.